ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

فیض احمد فیض کی شاعری میں حب الوطنی کا حوالہ

زہرا ستار

پی ایچ-ڈی سکالر، شعبہ لسانیات وادبیات، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

ڈاکٹر تحسین بی بی

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ لسانیات وادبیات، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

Abstract:

Urdu poetry is commonly considered poetry of love and beauty. The fact is often ignored that Urdu poetry from the very beginning exhibits social issues, nationalism, the suffering of common people, and the deteriorating situation in the country. Urdu poetry remained rebellious and public-centric. Patriotic feelings in Urdu poetry touched a new height during colonization and the freedom struggle. After the partition, patriotic poets not only showed their love and compassion for the country but played a vital role in restoring democracy, freedom of speech, and building a welfare state.

Faiz Ahmad Faiz in his initial poetry adapted the theme of love and beauty but soon he turned away from the conventional poetry and he shifted to a broader subject that includes his country and people. Faiz is the epitome of patriotism and love for his people and country. He endured the suffering of imprisonment, expatriation, restriction, and every possible anguish and torture. But none of these tricks and punishments could deviate him from loving the country and countrymen. The paper is aimed to bring forth some salient features of Faiz's patriotic poetry. Faiz expresses his love for the country as he does for his beloved. Given the unique Style and outstanding diction of the poetry, Faiz blended love, beauty, and realism in his poetry.

Keywords: *Faiz, Urdu Poetry, Patriotism, Nationalism, Country, Countrymen, Patriotic Poetry, Love, Beauty.*

خالقِ کائنات نے وطن سے محبت اور دلی لگاؤ انسان کی فطرت کا جزلاینفک بنادیا ہے۔ انسانوں پر ہی موقوف نہیں، جانور جس جگہ رہتے ہیں، اس مقام سے ایک لاشعوری وابستگی اور لگاؤ رکھتے ہیں۔ انسان کو چونکہ شعور عطا کیا گیا ہے، ارضِ وطن سے اس کی محبت اور عقیدت دوچند ہے۔ مٹی سے محبت اور دلی وابستگی روزِ اول سے انسان کی فطرت میں رچی بسی ہے۔ انسان جس ملک میں پلا بڑھا، بچپن بیتا، رسوم وروایات سے واسطہ پڑا اور جس خطہ ارضی کے گلی کوچوں اور بازاروں میں گھوما پھرا، تب خاک کا یہ ذرہ اس کے لئے دیوتا بن جاتا ہے اور مٹی کا ٹکڑا صرف جغرافیائی حقیقت کی عکاسی نہیں کرتا بلکہ انسان کے ساتھ اپنائیت و انسیت کا ایک انمول رشتہ جوڑ لیتا ہے۔ اس لیے یہ اس کی فطرت کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ خاکِ وطن کو اپنی روح میں جذب کرلے اور اس کے لمس کو محسوس کرے۔

حب الوطنی کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اردو ادب میں حب الوطنی کی روایت کس طرح وقوع پذیر ہوئی؟ یہ سوالات وضاحت طلب ہیں۔

حب الوطنی کے لغوی معنی وطن سے محبت کے ہیں۔ انگریزی میں اس کے لئے Patriotism کی اصطلاح مستعمل ہے۔ پیٹریوٹ یا پیٹریوٹسم کی اصطلاح دراصل فرانسیسی لفظ Patiote سے مستعار لی گئی ہے جس کے معنی ہم وطن کے ہیں۔ کیمبرج ڈکشنری میں حب الوطنی کی تعریف یہ کی گئی ہے:

"Showing love for your country and being proud of it." (1)

یعنی اپنے ملک کے لئے محبت کا اظہار اور اس پر فخر کرنا۔ جبکہ ڈاکٹر نریندر ناتھ وطنیت کو حب الوطنی کے مترادف قرار دیتے ہوئے حب الوطنی کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

"وطنیت سے عام طور پر ایک ایسا جذبہ مراد ہوتا ہے جو کسی کے دل میں اپنے وطن کے لیے
ابھرتا ہے۔ اس طرح وطن پرستی اور وطنیت کو ایک ہی مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔" (2)

انگریزی ادب میں حب الوطنی کی اصطلاح سترہویں صدی کے بعد رائج ہوئی۔ تاہم حب الوطنی اپنی اصل اور اساس میں اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسانی تہذیب خود ہے۔ انسان کا خمیر جس خاک سے اٹھا اور تمام تر ترقی وارتقائی عمل سے گزرنے کے بعد آج بھی اس کے قدم اسی دھرتی میں پیوست ہیں۔ جس طرح ایک بچہ کامیابی وکامرانی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد دنیا میں لانے والی ہستی ماں کو یا اپنے خالق کو نہیں بھول سکتا، اسی طرح وہ اپنے ارضی رشتے کو بھی فراموش نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ "دھرتی ماں" اور "دھرتی پوجا" کی اصطلاحات زبانِ زد عام ہیں۔ اس طرح خاکِ وطن سے محبت کا والہانہ لگاؤ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اس جذباتی اور حساسی پہلو سے اگر ہٹ کر دیکھا جائے تو ٹھوس اور معروضی حقائق کی بنیاد پر بھی وطن کے ہم سے کچھ بنیادی تقاضے ہیں۔ ویرولی اس بابت رقمطراز ہیں:

"ملک کے ہم سے اخلاقی تقاضے ہیں کیوں کہ ہم اس کے مقروض ہیں۔ ہمارے ملک کی وجہ
سے ہی ہماری زندگی، ہماری تعلیم، ہماری زبان اور کچھ خوش قسمتوں کو آزادی میسر ہے۔
اگر ہم اخلاقی انسان بننے کی خواہش رکھتے ہیں تو لازم ہے کہ ہم نے جو حاصل کیا ہے، اگر
سب نہیں تو اس کا کچھ حصہ فلاح عامہ کی خدمت کرکے لوٹائیں۔" (3)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اردو ادب میں حب الوطنی کی روایت نقطہء آغاز سے ہی رہی ہے۔ چونکہ اردو ادب کا سرچشمہ شاعری ہے، اس لیے حب الوطنی کے ابتدائی نقوش اس دور کی شاعری میں جابجا ملتے ہیں۔ ڈاکٹر نریندر ناتھ کے مطابق امیر خسرو کی مکرنیاں اور اس عہد کی مثنویاں حب الوطنی کے پہلے نمونے ہیں۔ اردو شاعری کا یہ ابتدائی ہیولیٰ جب مربوط اور منظم صورت اختیار کرنے لگا تو یہ جذبات مزید پختہ رنگ میں سامنے آئے۔ اور حب الوطنی کی روایت پیشتر اصناف سخن میں اپنی تمام بوقلمیوں اور رنگارنگی کے ساتھ ظہور پذیر ہونے لگی۔ ڈاکٹر نریندر ناتھ ابتدائی دور کی شاعری میں حب الوطنی کے جذبات کا منظر یوں پیش کرتے ہیں:

"دیگر اصنافِ سخن مثلاً مثنوی، قصیدہ، مرثیہ اور شہر آشوب وغیرہ میں تو ان جذبات کے بڑے گہرے نقوش مل جاتے ہیں۔ اسی طرح ان موضوعات پر تخلیق کی گئیں نظموں میں کہیں سماجی، سیاسی، معاشرتی اور تمدنی حالات کی کھل کر عکاسی کی گئی ہے۔ کہیں موسموں کی حسین کیفیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہیں ہندوستانی رسم ورواج کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ کہیں اپنی جائے پیدائش سے گہرے رشتے اور جذبات کو ظاہر کیا گیا ہے۔"(4)

اردو کی کلاسیکی شاعری میں ہمیں ایسا کلام ملتا ہے جس میں شہر آشوب اور ملکی مسائل کے تذکرے ملتے ہیں۔ اگرچہ موضوعاتی نظم کا آغاز سرسید احمد خان کی ادبی تحریک کے بعد سامنے آتا ہے تاہم مرثیوں، قصائد اور دوسری شعری اصناف کی صورت میں سماجی دردمندی اور ملکی مسائل کے حوالے بکھرے پڑے ہیں۔ انیسویں صدی کے افق پر الطاف حسین حالی، نظیر اکبر آبادی، شبلی نعمانی، اکبر آلہ آبادی، محمد حسین آزاد اور اس قبیل کے دوسرے شعرا نے ادب برائے ادب کے بجائے ادب برائے مقصد کی داغ بیل ڈالی اور اردو شاعری کو لفاظی، قافیہ آرائی اور شوکتِ الفاظ سے نکال کر ایک خاص مقصد کی تکمیل کا ذریعہ بنایا۔

انیسویں صدی میں ہندوستان پر نو آبادیاتی طاقتوں کی حکمرانی تھی اور ہندوستان کے تخلیق کاران سماجی اور سیاسی مسائل سے لاتعلق نہیں رہ سکتے تھے۔ ان شعرا نے حب الوطنی کو موضوعِ سخن بنایا اور ہم وطنوں کے مسائل، احساسات اور جذبات کی ترجمانی کی۔ اس دور میں شہر آشوب لکھنے والے شاعروں میں مرزا محمد رفیع سودا اور میر تقی میر سرفہرست ہیں۔ خالص حب الوطنی کی مظہر شاعری کرنے والوں میں بہادر شاہ ظفر، واجد علی شاہ، پنڈت برج نرائن چکبستؔ، غالب، الطاف حسین حالی، نظیر اکبر آبادی وغیر شامل ہیں۔

بیسویں صدی میں ہمیں اردو شاعری میں حب الوطنی مزاحمت، انگریز مخالفت، برطانوی پروپیگنڈے کی تردید، مختلف الخیال طبقات کے اندر ہم آہنگی اور فرقہ واریت سے اجتناب، اتحاد کی تلقین اور آزادی کے لئے جدوجہد کی صورت میں نظر آتی ہے۔ اس دور کے شاعروں نے اصلاح اور انقلاب کا علم بلند کیا تھا۔ اس عہد کے نمائندہ محب وطن شعرا میں اقبال، جوش ملیح آبادی، ظفر علی خان، فراق گور کھپوری وغیرہ بڑے نام ہیں۔

آزادی حاصل ہونے کے بعد ملک دو حصوں میں بٹ گیا۔ بٹوارے اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والے انسانی المیوں اور سانحات نے شاعر اور ادیب کے حساس دل پر گہرا اثر کیا۔ اس دور میں لکھے جانے والے ادب پارے اپنے اندر غم وحزن کا طوفان سمیٹے ہوئے ہیں۔ تاہم وقت کے ساتھ ساتھ یہ زخم مندمل ہوتے گئے اور تخلیق کاروں نے اپنی توانائیاں ملک وملت کے لئے ایک بار پھر وقف کر دیں۔ جس طرح متحدہ ہندوستان کے شاعر اور ادیب کا خواب استعماری اور استبدادی قوتوں سے چھٹکارا اور آزاد ملک کا حصول تھا، بٹوارے کے بعد دونوں ممالک کے تخلیق کاروں نے اپنے اپنے ملک کا نغمہ کہا اور حب الوطنی کی ایک نئی داستان رقم ہونے لگی۔ تاہم حب الوطنی کا یہ فرحت انگیز اور نشاط پرور نغمہ کبھی خالص مدح سرائی کی صورت میں نغمہ ریز ہوا تو کبھی مدھم سر میں گلے شکوے اور امید وبیم کا رنگ روپ اختیار کر گیا۔ اس رجحان کی پشت پر مملکتِ خداداد سے بیزاری، بغاوت یا ملک دشمنی نہ تھی بلکہ سماجی دردمندی اور وطن کی بہتری کا جذبہ کار فرما تھا۔ یہ انقلابی اور اصلاحی رجحان-ادبی اصطلاح میں حقیقت نگاری کی یہ روش میراجی، ن۔م راشد، فیض احمد فیض، حبیب جالب، احمد فراز، احمد ندیم قاسمی اور اس قبیل کے دوسرے کئی شعرا کے ہاں جابجا ملتی ہے۔

فیض احمد فیض کا شمار ان چند شعرا میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلوب بیاں اور طرزِ نگارش کی ایک نئی روایت کی داغ بیل ڈالی۔ فیض نے غم جاناں اور غمِ دوراں کو جس طرح یکجا کیا ہے، اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ فیض ایک انقلابی شاعر ہیں اور اصلاح وطن، سماج اور سیاست میں تبدیلی کے خواہاں ہیں مگر اس جدوجہد میں وہ شعری روایت اور سخن کے کڑے میعار پر پورا اترتے ہیں۔ فن اور حقیقت نگاری کا توازن قائم رکھنا بلاشک وشبہ ایک کٹھن مرحلہ ہے مگر فیض نے اس منزل کو بخوبی سر کیا۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے فیض کی حقیقت نگاری اور ادب کی فنی خوبیوں کے اس متوازن اور معتدل امتزاج کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے:

"فیض ایک ایسے شاعر نظر آتے ہیں جو انقلاب کے حامی ہوتے ہوئے بھی انقلاب کی رو میں نہیں بہہ سکتے۔ اگرچہ فیض بھی انقلاب کو ناگزیر حقیقت سمجھتے ہیں۔ مارکسی نظامِ حیات کو سماج کے معاشی امراض واقتصادی بحران کا حل جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی زندگی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ایک نامیاتی اور متحرک حقیقت ہے۔ لیکن چونکہ انہیں سماجی و شخصی شعور کے ساتھ فنی و

جمالیاتی

بصیر تیں بھی بھرپور عطا ہوئی تھیں، اس لیے انھوں نے

واقعیت نگاری کی دھن میں آرٹ کی

لطافتوں کو مجروح نہیں کیا۔۔۔فیض آرٹ

اور حقیقیت نگاری کے متوازن رابطے کو کہیں بھی

ٹوٹنے نہیں دیتے۔"(5)

1941ء میں فیض احمد فیض کا پہلا شعری مجموعہ "نقشِ فریادی" منظر عام پر آیا۔ اس مجموعے کا پہلا حصہ رومانوی شاعری پر مشتمل ہے مگر دوسرا حصہ "دلے بفروختم جانے خریدم" انقلابی اور احتجاجی شاعری کا مرقع ہے۔ اس وقت فیض دائیں بازو کی تحریک سے وابستہ ہو گئے تھے۔ یہاں سے ایک نئے سفر کا آغاز ہوا جو ان کی پوری زندگی اور فن سے عبارت ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے فیض کی ابتدائی شاعری کو محبت کی تحریک یا داخلی کیفیات کا مظہر قرار دیا ہے جب کہ بعد کی شاعری کو خارجی حالات، سیاسی، سماجی اور ملکی حالات و واقعات کی عکاسی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"محبت کی کربناکیوں اور حسن کے کرشمہ سازیوں کے اس دور کے بعد فیض بقول خود اپنی ذات

مرکزِ دوعالم سمجھنا چھوڑ کر ماحول پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں اور ان کے احساسات میں ایک فوری تغیر

نمودار ہوتا ہے۔ یوں بھی یہ سارا عمل شاید ایک تدریجی ارتقاہی کے تابع ہے۔ فیض کی محبت بھی

ارتفاع پاکر عالمگیر صورت اختیار کرتی ہے۔ اور ان کا غم جاناں بتدریج غم دوراں میں مبدل ہوتا چلا

جاتا ہے۔"(6)

"نقشِ فریادی" کا ابتدائی کلام اسی روایتی عشق کی داستان طرازی اور داخلی کیفیات کی عکاسی کرتا ہے۔ تاہم اسی مجموعے کے دوسرے حصے میں ہی فیض کا اپنا غم اور درد ایک آفاقی اور انسانی دکھ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور فیض کے نشاط آمیز اور فرحت بخش نغمے انسانی حزن ملال کے نوحے میں میں ڈھل جاتے ہیں۔ انہیں اب حسن یار کی دلکشی کے اس پار خاک میں لتھڑے اور خون میں نہلائے ہوئے انسانی جسم نظر آتے ہیں اور وہ "اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا" پکار کر تڑپ اٹھتے ہیں۔

سیاسی شعور، سماجی دردمندی، انقلابی اور افادیت کا رنگ، اور جذبہء حب الوطنی جیسے موضوعات فیض کے اس دور کی شاعری کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ قیام پاکستان سے پہلے اردو شاعری میں آزادی کی جدوجہد، انقلابی نعرہ اور متحدہ ہندوستان کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ دوسرے محب وطن شعرا کی طرح فیض نے بھی اسی پیرائے میں حب الوطنی کا اظہار کیا۔ اس دور کی شاعری میں "مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ"، "رقیب سے"، "چند روز اور میری جان" جیسا لازوال کلام شامل ہے۔ "کتے" "ایک ایسی ہی نظم ہے جس میں طبقاتی نظام کی بھینٹ چڑھنے والے مظلوم و مجبور اور پسے طبقے کی تصویر کشی تمثیلی انداز میں کی گئی ہے۔ "نقشِ فریادی" میں ہمیں ایسے کتنے ہی نمونے مل جاتے ہیں جن سے ہم وطنوں کی زبوں حالی اور معاشی و معاشرتی مسائل سے دوچار مفلوک الحال طبقے کی دردمندی اور ترجمانی کا احساس ہوتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد فیض کی حب الوطنی ایک نیا رخ اختیار کر گئی۔ اب ان کی شاعری میں وطن ایک معشوق کے روپ میں سامنے آئی۔ فیض نے وطن کو اسی انداز سے شاعری میں سمویا جیسے ایک گوشت پوست کے انسان کی مدح سرائی ہوتی ہے۔ عامر اقبال کے بقول:

"فیض کو وطن سے محبت ایسے ہی بے چین رکھتی تھی جیسے محبوب کی الفت بے

قرار رکھتی ہو۔ وہ

وطن سے جدائی کا کرب سہتے ہیں اور اپنے اشعار میں اس

کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ وطن کی سربلندی

کی فکر انہیں بے تاب کیے رکھتی ہے۔"(7)

پاکستان بننے کے بعد فیض کی حب الوطنی کی اعلیٰ قدروں کی نمائندہ نظم "صبح آزادی" سامنے آئی تو ایک ہلچل بپا ہوئی۔ فیض کی حب الوطنی پر شک کیا گیا اور کہا گیا کہ فیض پاکستان بننے کے حق میں نہیں۔ حالانکہ اس نظم میں ایک غیر روایتی انداز میں حب الوطنی کا ہی اظہار ہوا ہے۔ فیض کو پاکستان سے محبت تھی اور اس محبت نے کچھ امیدیں اور نا تمام آرزوئیں بھی اس سے وابستہ کر دی تھیں۔ مگر بسیار آرزو خاک شد کے مصداق وہی شب کی گراں باری تھی اور وہی منزل پاکر بھی منزل سے دوری۔ پھر کچھ ایسے واقعات و حالات نے جنم لیا جس نے ہر حساس دل کو گرفتہ کر دیا۔ ایک طرف فساد پھوٹ پڑے اور لاکھوں انسانوں کا ناحق خون ہوا تو دوسری طرف فیض کے تصور میں سمائی اس لیلائے وطن کو استحصالی طبقے نے لوٹنا اور اس کا خوب صورت چہرہ نوچنا شروع کر دیا۔ تب فیض نے اپنے خوابوں کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھا اور خیالوں میں بسائی خوش رنگ تصویر پر جابجا داغ نظر آئے۔

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں
یہ وہ سحر تو نہیں جس کی آرزو لے کر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

چلے تھے یار کہ مل جائے گی کہیں نہ کہیں

فلک کے دشت میں تاروں کی آخری منزل(8)

عنبریں تبسم نے اس نظم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"نظم پر اور فیض کی حب الوطنی پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا گیا اور انھیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ مگر جب جذبات پر حقائق غالب آئے تو لوگوں کو فیض کی نظم حرف بہ حرف سچ ماننا پڑی۔"(9)

فیض احمد فیض کی شاعری کے بعد کے مجموعوں میں حب الوطنی کا یہ رنگ مزید نکھر گیا۔ "دست صبا" کی ایک نظم "دو عشق" ایک عمدہ مثال ہے جس میں شاعر نے دوٹوک انداز میں وطن کو اپنا دوسرا عشق قرار دیا ہے۔ فیض کا پہلا عشق بقول ڈاکٹر وزیر آغا گوشت پوست کا محبوب تھا جس نے "نقشِ فریادی" کی ابتدائی شاعری کو تحریک دی۔ وطن ان کا دوسرا عشق تھا جس پر انہیں کوئی ندامت نہیں اور اس پر تا حیات قائم رہے۔ نظم کے پہلے حصے میں محبوب کا تذکرہ ملتا ہے جہاں ہجر کے کرب اور وصل کے نشاط آفریں لمحات کا دل پذیر پیرائے میں ذکر ہوا ہے۔ محبوب کے ہجر و وصال کی گھڑیوں کی ایسی عمدہ تصویر کشی بذات خود ایک ادبی شہ پارے کی حیثیت رکھتی ہے۔ نظم کے دوسرے حصے میں لیلائے وطن کو اسی رنگ اور اسی ادائے خاص سے چاہنے کا تذکرہ ملتا ہے۔ جس طرح محبوب کے ہجر کی تڑپ اور وصل کی سعادت مند گھڑیوں کے فرحت بخش لمحات کا حوالہ ملتا ہے، وہی تڑپ، وہی خوشیٔ مرگ وطن کے لیے بھی نظر آتی ہے۔ فیض کے لیے مادرِ وطن محبوب کے روپ میں سامنے آتی ہے۔ وطن کے لیے ایک طرف محبت اور عشق کا اظہار ہے تو وہیں پر وہ وطن کے آلام و مصائب سے عہدہ بر آ ہو رہے ہیں اور استقامت اور ثابت قدمی کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔

چاہا ہے اسی رنگ میں لیلائے وطن کو
تڑپا ہے اسی طور سے دل اس کی لگن میں
ڈھونڈی ہے یونہی شوق نے آسائش منزل
رخسار کے خم میں کبھی کاکل کی شکن میں
اس جان جہاں کو بھی یونہی قلب و نظر نے
ہنس ہنس کے صدا دی کبھی رو رو کے پکارا(10)

فیض محبوب کے ہجر و وصال کی عکس بندی کرنے کے بعد انہی جذبات کی رو میں وطن کے لیے اپنی تڑپ کو پیش کرتے ہیں اور آخر میں ہر دو محبت و الفت کی بوقلمیوں اور رنگا رنگی کو یکجا کرتے ہوئے دونوں پر ناز اور فخر کرتے ہیں۔

اس عشق نہ اس عشق پہ نادم ہے مگر دل
ہر داغ ہے اس دل میں بجز داغ ندامت(11)

فیض احمد فیض کی شاعری حب الوطنی اور عوام دوستی سے عبارت ہے۔ وطن سے عشق ان کے کلام کے پورے کینوس پر پھیلا ہوا ہے۔ تاہم حب الوطنی کے تناظر میں فیض کی شاعری کو چار بڑے موضوعات میں تقسیم کر کے دیکھا جا سکتا ہے جن میں خالص حب الوطنی پر مبنی شاعری، سقوطِ ڈھاکہ، جلاوطنی اور ایامِ اسیری کی شاعری شامل ہے۔ وطن سے دوٹوک محبت کا اظہار قریب قریب ہر دوسری نظم اور غزل میں پایا جاتا ہے جس کی ایک مثال "دو عشق" ہے۔ یہ رنگ بھرپور انداز میں اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ ایک دلکش اسلوب میں سامنے آتا ہے۔

سقوطِ ڈھاکہ کے حوالے سے فیض احمد فیض کی شاعری ان کی حب الوطنی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ 1971ء میں ملک دولخت ہو گیا۔ مشرقی بازو ہم سے کٹ کر بنگلہ دیش بن گیا۔ ہر محبِ وطن اس سانحے پر دکھی تھا۔ اس حوالے سے فیض احمد فیض کی نظمیں "حذر کرو میرے تن سے"، "تہ بہ تہ دل کی کدورت"، "غبارِ خاطر محفل ٹھہر جائے"، "رفیقِ راہ تھی منزل"، "پاؤں سے لہو کو دھو ڈالو"، "ڈھاکہ سے واپسی" اور دوسری کئی نظمیں مشہور ہیں۔ فیض نے یہ نظمیں ایک ایسے سانحے کے پسِ منظر میں لکھیں جس نے ہر پاکستانی کے دل کو چھلنی کر دیا تھا۔ وہیں پر فیض کو نہ صرف پاکستان کے دولخت ہونے پر دکھ تھا بلکہ انسانوں کے ناحق خون پر بھی ان کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ یہاں ان پر ایک غم و غصے کی اور المیاتی کیفیت طاری نظر آتی ہے بقول تبسم شاکر:

"یہ ایسا المیہ تھا کہ پوری قوم سیاسی ہزیمت کے احساس سے کراہ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ سیاسی وجوہ کی بنا پر بے گناہ انسانوں کا قتل عام فیض کے لیے ناقابلِ برداشت صدمہ تھا۔ اس المیے پر فیض ایسے دل گرفتہ ہوئے کہ اس موقع پر لکھی گئی نظموں میں ان کا وہ دھیما اور ضبط والا لہجہ ٹوٹا ہوا دکھائی دیتا ہے۔"(12)

1974ء میں فیض احمد فیض ڈھاکہ گئے تو واپسی پر اپنے جذبات و احساسات نظم کیے۔ اس نظم کا عنوان "ڈھاکہ سے واپسی" رکھا۔ فیض نے یہاں بھی بے داغ سبزے کی بہار، دل کی شکستگی، مناجات اور گلے شکووں کا تذکرہ کیا۔ نظم میں تغزل اور غنایت کے پہلو نمایاں ہیں۔ تین سال بعد بھی فیض کے دکھ اور گھاؤ تازہ ہیں۔

ہم کہ ٹھہرے اجنبی اتنی مداراتوں کے بعد
پھر بنیں گے آشنا کتنی ملاقاتوں کے بعد
کب نظر میں آئے گی بے داغ سبزے کی بہار

خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد (13)

حب الوطنی کے تناظر میں یہ قطعہ ملاحظہ ہو جو سقوطِ ڈھاکہ کے حوالے سے ہے۔ فیض کا دل اس سانحے پر کس قدر مغموم تھا، اس کا اظہار شاید ہی اس سے بہتر پیرائے میں ہو سکے۔

رفیق راہ تھی منزل ہر اک تلاش کے بعد
چھٹا یہ ساتھ تو رہ کی تلاش بھی نہ رہی
ملول تھا دل آئینہ ہر خراش کے بعد
جو پاش پاش ہوا اک خراش بھی نہ رہی (14)

حب الوطنی کے حوالے سے فیض کا جلاوطنی کے دوران لکھا گیا کلام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ فیض نے 1978ء سے 1983ء تک طویل جلاوطنی کاٹی۔ جب پاکستان میں تیسری بار مارشل لاء لگا اور بھٹو کو پھانسی ہوئی تو حالات ناسازگار ہوتے نظر آئے۔ ایسے میں فیض خود ساختہ جلاوطن ہو گئے۔ فیض 1978ء میں ہندوستان سے ہوتے ہوئے برطانیہ پہنچے۔ وہاں سے روس اور پھر بیروت میں طویل عرصہ قیام پذیر رہے۔ اس دور کی شاعری کا بیشتر حصہ وطن سے دوری اور ناسٹلجیائی (nostalgic) احساسات سے مملو ہے۔ 1980ء میں جلاوطنی کے دنوں میں شائع ہونے والے شعری مجموعے کا نام "مرے دل مرے مسافر" رکھا اور اس میں "دل من مسافر من"، "گاؤں کی سڑک' اور "میرے ملنے والے" جیسی حب الوطنی سے سرشار نظموں کو شامل کیا۔ ان نظموں میں ایک طرف وطن سے دوری کا کرب جھلکتا ہے تو دوسری طرف یہی جام حب الوطنی سے سرشار نظر آتا ہے۔ "دلِ من مسافرِ من" کے یہ اشعار دیکھئے جہاں ایک مسلسل اجنبیت کا احساس اور وطن سے دوری کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے:

مرے دل، مرے مسافر
ہوا پھر سے حکم صادر
کہ وطن بدر ہوں ہم تم
ہر اک اجنبی سے پوچھیں
جو پتا تھا اپنے گھر کا (15)

وطن سے دوری کا یہ درد ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہتا ہے۔ فیض نے قیدِ تنہائی کاٹی اور وطن میں ہر آلام کا سامنا کیا۔ اس پسِ منظر میں کی جانے والی شاعری میں احتجاج کی صدا اور عزم واستقلال کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ مگر جلاوطنی کی شاعری اجنبیت کے احساس، داخلی کرب اور روح کی بے چینی سے عبارت ہے۔ فیض ایک سچے محب وطن شاعر تھے اور وطن سے دوری ان کے لیے سوہانِ روح ثابت ہو رہی تھی۔ بقول قمر رئیس:

"اپنے وطن میں جلاؔوطنی اور کربِ تنہائی کا یہ تجربہ بڑا دور رس اور معنی خیز تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ اِن کے داخلی وجود میں جذب ہو کر ہمیشہ کے لیے اُن کی حسیّت کا ایک حصہ بن گیا۔" (16)

فیض احمد فیض کی حب الوطنی کی شاعری کا ایک توانا حوالہ ہمیں قید وبند اور پسِ زندان کی شاعری میں ملتا ہے۔ فیض پہلی بار 1951ء سے 1955ء تک پنڈی سازش کیس میں پابندِ سلاسل رہے۔ اسی دوران ان کے دو مجموعے شائع ہوئے۔ "دستِ صبا" کی اشاعت 1952 میں ہوئی۔ اس میں اکثر وہ نظمیں شامل ہیں جو انہوں نے جیل جانے سے پہلے لکھی تھیں۔ دوسرا مجموعہ "زندان نامہ" 1955ء میں شائع ہوا۔ یہ وہ کلام ہے جو جیل کی کال کوٹھری میں لکھا گیا۔ اس میں قید وبند کی سختیوں، اپنی کم مائگی اور شکستگی کا شائبہ تک نہیں ملتا۔ بلکہ فیض ایک احتجاجی اور انقلابی روپ میں سامنے آتے ہیں۔ اس کلام میں حب الوطنی اوجِ ثریا سے ٹپکتی نظر آتی ہے۔ چاہے "دستِ صبا" کا وہ کلام ہو جو جیل میں نظم ہوا یا پھر "زندان نامہ" کی شاعری، دونوں میں انقلاب اور حب الوطنی کے چشمے ابلتے ہیں۔

روسی ادیب الیگزنڈر سرکوف نے فیض کی قیدِ تنہائی اور اس دور کی شاعری میں حب الوطنی اور عوام دوستی کی داد وتحسین یوں پیش کی:

"زنداں کی سنگین دیواروں میں سے بھی ان کے حوصلہ مند دل سے وہ نغمے بے تاب ہو کر نکلتے رہے جو عوام زندگی اور مادرِ وطن کی محبت سے لبریز تھے۔ ان نغمات کے پیروں کی سرسراہٹ پاکستان اور متعدد دوسرے ممالک کی سرزمین پر سنائی دیتی رہی اور لاکھوں انسانوں کے دلوں کو گرماتی رہی۔" (17)

دیوارِ پسِ زنداں کی ایک یادگار نظم "نثار میں تیری گلیوں کہ۔۔" ہے جس میں وطنِ عزیز سے محبت، راز ونیاز کی باتیں اور گلے شکوے ایسے انداز میں کیے گئے ہیں جیسے کوئی سچا عاشق اپنے محبوب سے کرتا ہے۔ اس میں ایک طرف فیض کی وطن سے محبت نقطہء کمال پر ہے تو وہیں پر کچھ گلے شکوے بھی ہیں۔ "دو عشق" کی طرح اس نظم میں بھی وطن کو محبوب کے روپ میں پیش کیا ہے۔

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے جسم وجاں بچا کے چلے
مگر گزارنے والوں کے دن گزرتے ہیں
ترے فراق میں یوں صبح وشام کرتے ہیں (18)

فیض اہلِ حکم کی کارستانیوں اور چیرہ دستیوں کا نقشہ کھینچ کر آخر میں محبانِ وطن اور اہلِ جنوں کی جیت کا مژدہ اس طرح سناتے ہیں:

گر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے

یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں
گر آج اوج پہ ہے طالع رقیب تو کیا
یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں
جو تجھ سے عہد وفا استوار رکھتے ہیں
علاج گردش لیل ونہار رکھتے ہیں(19)

فیض اپنی نظم "ہم تو مجبورِ وفا ہیں" میں وطن کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ بلاکشانِ محبت اور عشاق تو وطن سے محبت پر مجبور ہیں مگر وطن نے اپنے خوب صورت چہرے کو کیوں خون میں رنگ رکھا ہے۔ اپنے عاشقوں سے کوئی اس طرح بھی کرتا ہے کہ انھی کے لہو سے اپنے دامن کو تر کرلے۔ ان کے خواب وطن کی راہ میں سنگسار ہوئے اور محبوبِ وطن نے جو اقرار کیا، وفا نہ ہوا۔ عاشق وطن سے وفاداری اور محبت پر مجبور ہے مگر اسے وطن سے کچھ گلے شکوے بھی ہیں۔

تجھ کو کتنوں کا لہو چاہیئے اے ارض وطن
جو ترے عارض بے رنگ کو گلنار کریں
ہم تو مجبور وفا ہیں مگر اے جان جہاں
اپنے عشاق سے ایسے بھی کوئی کرتا ہے
تیری محفل کو خدا رکھے ابد تک قائم
ہم تو مہماں ہیں گھڑی بھر کے ہمارا کیا ہے(20)

خاکِ وطن سے فیض کا یہ والہانہ عشق ہی تھا جو کبھی انقلابی آہنگ میں سامنے آتا تو کبھی خالص محبت کے نغمے میں ڈھل جاتا۔ فیض کی نظموں میں جو سیاسی، سماجی اور حب الوطنی کا رنگ پایا جاتا ہے، وہ غزلوں میں بھی بھرپور طور پر سامنے آتا ہے۔ ان کی غزلیں حب الوطنی سے سرشار ہیں اور جابجا اس کا اظہار مختلف پیرائیوں میں ملتا ہے۔ کہیں پر وطن سے دوری کا کرب اضمحلالی شکل اختیار کرتا ہے تو وہ پکار اٹھتے ہیں:

دیار غیر میں محرم اگر نہیں کوئی
تو فیض ذکر وطن اپنے روبرو ہی سہی(21)

کہیں وطنِ عزیز کا ملال دیکھ کر افسردگی کی سیاہی دل ودماغ پر چھانے لگتی ہے تو ماضی کا موازنہ حال سے کرنے لگتے ہیں:

گو سب کو بہم ساغر و بادہ تو نہیں تھا
یہ شہر اداس اتنا زیادہ تو نہیں تھا(22)

اور کہیں صبا سے اپنی نارسائی اور بے کسی کا ذکر کرتے ہیں تو سحر کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں:

صبا سے کرتے ہیں غربت نصیب ذکر وطن
تو چشم صبح میں آنسو ابھرنے لگتے ہیں(23)

1954ء میں وہ جب حیدر آباد جیل میں قید تھے تو قید وبند کی صعوبتوں میں گھرے ہونے کے باوجود وطن کی محبت نت نئے انداز میں اظہار کی راہ پاتی۔ کبھی مایوسی کے سائے منڈلانے لگتے تو کبھی دور افق پر روشنی کی کرن نظر آتی۔

غرورِ سرو سمن سے کہہ دو کہ پھر وہی تاجدار ہوں گے
جو خار و خس والئی چمن تھے عروجِ سرو سمن سے پہلے
ادھر تقاضے ہیں مصلحت کے، ادھر تقاضائے دردِ دل ہے
زباں سنبھالیں کہ دل سنبھالیں، اسیر ذکرِ وطن سے پہلے(24)

فیض نے طویل جلاوطنی کاٹی۔ اس دوران ان کی غزلوں کا رنگ مزید نکھر گیا۔ اس دور کی شاعری میں حب الوطنی کی ریت پختہ تر نظر آتی ہے۔ جب لندن سے واپس پاکستان آرہے تھے تو ان کی زبان پر یہ شعر تھا:

تیرے کوچے میں بادشاہی کی ہے
جب سے نکلے گداگری کی ہے(25)

فیض کے ہاں قید وبند کی صعوبتوں میں بھی وطن کی محبت میں کمی نہیں آئی۔ ایام اسیری میں لکھی گئی ایک غزل کا یہ شعر فیض کی حب الوطنی پر دال ہے جہاں فیض اپنے مخصوص لہجے میں اپنے دکھ اور سوئے وطن سے آنے والی نسیم صبح میں اپنی تنہائی کا مداوا ڈھونڈتے ہیں:

ہم اہل قفس تنہا بھی نہیں ہر روز نسیم صبح وطن
یادوں سے معطر آتی ہے اشکوں سے منور جاتی ہے(26)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

وطن کی محبت فیض احمد فیض کے رگ وپے میں رچی بسی ہے۔ نظم میں اگر کسی خاص موضوع یاعنوان کے تحت حب الوطنی کا جام اچھلتا تھاتو غزل میں اشعار کی صورت نشہء حب الوطنی کا جادو چڑھتا۔ حب الوطنی کا دیو بھینٹ مانگتا ہے۔ فیض نے یہ راستہ سوچ سمجھ کر اختیار کیا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ یہ کٹھن مرحلہ ہے۔ اپنی ثابت قدمی، ہمت و استقلال کے بل بوتے پر وہ ہر منزل سے سرخرو ہو کر گزرے۔ بقول شیر محمد حمید:

"فیض وطن دوستی اور انسان دوستی کی جن راہوں پر گامزن ہوئے اس میں ہزار آفتوں کا سامنا تھا، جسم وجاں کی قربانیاں درکار تھیں۔ الحمد للہ کہ فیض کسی مصیبت کا سامنا کرنے سے نہ ہچکچایا۔ نگارِ وطن کی حرمتِ آزادی اور پھر تزئین و تجمیل کے شوق نے جس جس قربانی کا تقاضا کیا، پیش کر دی۔"(27)

فیض کو اندازہ تھا کہ جس راہ پر وہ چل نکلے ہیں اور انقلابی واصلاحی شاعری کا جو علم انہوں نے اٹھایا ہے، اس راہ میں ہر سو کانٹے ہیں۔ حب الوطنی اور ہم وطنوں کی دائمی فکر بہت سی قربانیاں مانگ رہی تھی۔ یہ ایسے تقاضے تھے جو ہر ایک کے بس میں نہ تھے۔ اس راہ میں زبان بندی بھی تھی اور پابجولاں چلنے کا اذنِ خاص بھی۔ جلاوطنی کا کرب بھی تھا اور چمن میں رہ کر آشیانہ بندی کی تڑپ بھی۔ مگر فیض کے قدم کسی منزل پر نہ ڈگمگائے۔ انہوں نے فرمانِ جنوں اور حرفِ تمنا کے سب تقاضے پورے کیے۔ فیض دیارِ غیر میں رہے، دیوارِ پسِ زنداں مقید رہے، ملک میں اربابِ اختیار کے ہاتھوں ہر سنگِ دشنام اور تیر الزام کا سامنا کیا، وطنِ عزیز کی حالتِ زار دیکھی، مگر ان تمام مصائب و آلام کے باوجود فیض کی حب الوطنی میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ان کی شاعری اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ فیض نے اگر دو عشق کیے ہیں تو ان کا دوسرا عشق وطن ہے۔

حوالہ جات

1. Cambridge Dictionary (Cambridge: Cambridge University Press, 2022), s.v. "Patriotism", https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/patriotism

2۔ نریندر ناتھ ویرمنی، ڈاکٹر، اردو نظموں میں قومیت اور وطنیت، اندور، پرنٹرس سینٹی فیکیشن، 2001، ص20

3. Viroli, M. (1995). For love of country: An essay on patriotism and nationalism. Oxford University Press. P. 9

4۔ نریندر ناتھ ویرمنی، ڈاکٹر، اردو نظموں میں قومیت اور وطنیت، اندور، پرنٹرس سینٹی فیکیشن، 2001، ص28

5۔ فرمان فتح پوری، نیا اور پرانا ادب، لاہور، الا اعجاز پبلی کیشنز، 2007، ص117

6۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، نظم جدید کی کروٹیں، لاہور، فیڈرل پریس، 1973، ص81

7۔ محمد عامر اقبال، ڈاکٹر "فکرِ فیض کے درخشاں گوشے: تحقیقی مطالعہ"، اردو ریسرچ جرنل، شمارہ 27 (2021)

8۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، لاہور، مکتبہ کارواں، جولائی 1984، ص20،20

9۔ تبسم شاکر، عنبرین، پی ایچ۔ ڈی مقالہ، غیر مطبوعہ، جدید اردو نظم میں سیاسی شعور، اسلام آباد، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز، جولائی 2010، ص137

10۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، ایضا، ص145

11. ایضاً ص146

12. تبسم شاکر، عنبرین، پی ایچ۔ ڈی مقالہ، غیر مطبوعہ، جدید اردو نظم میں سیاسی شعور، ایضا، ص147

13. فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، ایضا، ص538

14 ایضاً ص718

15. ایضاً ص613

16. قمر رئیس، فیض کی غزل مشمولہ فیض فہمی، لاہور، دی ریکونز پبلی کیشنز، 2011، ص502

17. سر کوف، الیگزنڈر، ایک حوصلہ مند دل کی آواز، مشمولہ نسخہ ہائے وفا، لاہور، مکتبہ کارواں، 1984، ص189

18. فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، لاہور، مکتبہ کارواں، جولائی 1984، ص161

19۔ ایضاً ص163

20۔ ایضاً ص644، 645

21. ایضاً ص696

22. ایضاً ص702

23. ایضاً ص133

24. ایضاً ص244

25. ایضاً ص634

26. ایضاً ص271

27. شیر محمد حمید، فیض سے میری رفاقت، مشمولہ نسخہ ہائے وفا، لاہور، مکتبہ کاروں، س ن، ص501